وابستۂ وکالت من انکمیونہ

تصنیف حضرت مولوی حکیم سید نوازش علی صاحب لمعہ الموسوم بہ

لنگڑا شیطان



باہتمام حکیم میر نادر علی صاحب رعد برادر حضرت لمعہ مرحوم

میں حیدری چھتہ بازار حیدرآباد دکن طبع شد

۱۳۲۱ھ

قیمت ۱/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اکدن ابلیس تھا بزینت و فر
سر پہ تھا تاج کبر و نخوت کا
جسم میں آتشی قبا گلنار
سجدہ آدم کا یاد آتا تھا
تھی یہی فکر اس کو دامن گیر
ہر طرح اسکو کیجئے گمراہ
مشتِ خاک اور یہ شرف یہ جاہ
اور شیاطین سارے نابہجار
وہ لعین یوں ہر اک سے پوچھتا تھا
تو نے کس کس کو آج بہکایا
آج جس نے کیا ہے جیسا کام
پھر تو کرنے لگا ہر اک شیطان
ایک شیطان نے فخر سے یہ کہا
دوسرے نے کہا پلائی شراب
تیسرا بولا میرا کیا کہنا
تھا وہ عابد ستارہ پیشانی
دام عیش و سرور و رقص و سرود

جلوہ گر اپنے تختِ شاہی پر
اور گردن میں طوق لعنت کا
لب پہ جاری خَلَقتنی مِن نارٍ
ولیکن وہ پیچ و تاب کھاتا تھا
کیجیے انسان کو ذلیل و حقیر
دو جہاں میں ہو تا خراب و تباہ
کریں سجدہ ملک معاذ اللہ
دست بستہ تھے حاضر دربار
کیا کیا تو نے آج کام بتا
تو نے کس کس کو آج دھکایا
مجھسے ویسا ہی پائے گا انعام
اپنی اپنی شرارتوں کا بیان
میں نے آج اک کو قتل کروایا
کیا اک پارسا کو مست و خراب
اک بڑے باخدا کو ہے پھانسا
کر دیا اس کو مسلم دزانی
ہے بہ ہر حال روز و شب موجود

غرض اس طرح سے ہر اک شیطان
سارے شیطاں بیان کر چکے جب
آیا آخر میں لنگڑا اک شیطان
ضعف پیری سے جھک کے چلتا تھا
دست و پا رعشہ دار خیرہ نگاہ
ایک گرگ کہن تھا وہ ناری
اتنا بوڑھا تھا وہ شقی گویا
روسیہ اور سفید سر کے بال
آتے ہی کورنش بجا لایا
جوڑ کر ہات اور دیئے دعا
رہے قایم یہ تخت وجاہ و جلال
دوست ہوں شاد اور عدو ناشاد
ہوں نمک خوار بندۂ سرکار
جب تلک دست و پا میں قوت تھی
تیری دہشت تھی سب کو میرا ہول
کیسے کیسے غضب میں ڈھاتا تھا
جیسا کچھ تھا میں جانتے ہیں حضور
کر دیا ہے زمانہ نے ناچار
لیکن اب بھی یہ بندۂ دیرین
کچھ نہ کچھ اب بھی کر گذرتا ہوں
میں دکھاتا ہوں باغ سبز اب بھی

اپنے کرتوت کر رہا تھا بیان
اپنے اپنے کمال اور کرتب
پیر فرتوت قد بہ شکل کمان
لڑکھڑاتا تھا اور سنبھلتا تھا
گرم و سرد زمانہ سے آگاہ
یاد رو باہ بازیاں ساری
سارے شیطانوں کا تھا پردادا
شکل وصورت بھیانک آنکھیں لال
دیا جھک کر زمین پر بوسہ
با ادب عرض یوں وہ کرنے لگا
ہو فزوں عمر و دولت و اقبال
ہیں جو بدخواہ سب ہوں وہ برباد
جاں نثار و قدیم خدمتگار
سارے عالم میں دہاک تھی میری
نام سے میرے پڑھتے تھے لاحول
فتنے کیا کیا نہیں اٹھاتا تھا
اب تو پیری نے کر دیا مجبور
ہو گیا ہوں ضعیف و زار و نزار
ملے موقع تو چوکتا ہی نہیں
مرتے مرتے بھی لے ہی مرتا ہوں
نہ سہی پھول پنکھڑی ہی سہی

بیٹھے یہ کل ہی کا واقعہ شاہا
لڑکا اک مدرسہ کو جاتا تھا
دھیان پڑھنے میں تھا بغل میں کتاب
دیکھ جل میں نے راہ سے پھیرا
اک تماشے میں اس کو بہلایا
اس قدر اسکو کر دیا غافل
بعد عرصہ کے اسکو آیا خیال
گھر کو آیا وہ اور آتے ہی
آج بھی اس کو یونہیں روک لیا
ایسے ہی ایسے چھوٹے چھوٹے کام
قابل ذکر یہ نہیں ہے مگر
فی الحقیقت یہ بندۂ خادم
جب کہ ابلیس نے یہ بات سنی
رو کر پھر لپٹ گیا اس سے
فرط شادی سے کھل گئیں باچھیں
ہوگئے خوش بار بار چومتا تھا
اور پہنایا بھاری اک خلعت
کہتا تھا بار بار ہو کر شاد
گو بہ ظاہر یہ کام ہے چھوٹا
کیوں نہ ہو آزمودہ کار ہے تو
دیکھی ابلیس کی جو یہ حالت
کہ رہے بس اس سے سب نے جوڑ کے ہات

کیا اک کام میں نے چھوٹا سا
شوق میں وہ قدم بڑھاتا تھا
فکر تھی پہنچوں مدرسہ کو شتاب
جس طرح ہو سکا اسے گھیرا
چپکے چپکے سر اس کا بہلایا
کہ وہیں گذرے دوپہر کامل
پھر تو جاتا تھا مدرسہ کو محال
کہا مکتب میں ہو گئی چھٹی
کیا دو روز کا سبق ناغہ
کرتا رہتا ہوں صبح سے تاشام
ہاں فقط ہے ترے کرم پہ نظر
تجھسے اے شاہ ہے بہت نادم
تخت سے بس اچھل پڑا وہ شقی
سب شیاطین اسکو دیکھتے تھے
دی جگہ اسکو اپنے پہلو میں
سر و پیشانی اسکی چومتا تھا
تاکہ ہم چشموں میں بڑھے عزت
واہ کیا بات ہے تری استاد
اس کا در اصل فائدہ ہے بڑا
مرد دیرینہ ہوشیار ہے تو
سارے شیطانوں کو ہوئی حیرت
کونسی ایسی یہ بڑی تھی بات

اس میں خوبی ہی کیا نظر آئی
سہل ہے کم سنوں کو بہکانا
بولا یہ سنکے وہ لعین خاموش
راہ سے دور ہو بھٹکتے ہو
تم کو ادراک ہے نہ کچھ احساس
علم سے اسکو جو رکھا محروم
یہ رہے گا اگر یونہیں جاہل
اس سے جو کام چاہینگے لینگے
میرے کہنے کا گر یقین نہ ہو
کہکے یہ سب کو ساتھ لیکے چلا
گوشہ گیر اس جگہ تھا اک زاہد
تھا وہ مصروف طاعتِ معبود
بے خبر علم سے مگر وہ تھا
پاس ابلیس اس کے جب پہنچا
سر و قد چوم کر کہا اس سے
نام میرا ہے جبرئیل امین
کی عبادت تری خدا نے قبول
تیری طاعت ہوی خدا کو پسند
آسماں پر تجھے بلایا ہے
کی ہے اللہ نے تری دعوت
کی ہیں تیاریاں ضیافت کی
اب میں آیا ہوں تیرے لینے کو

دل سے ہے جو حضور کو بھائی
بہت آسان ہے دام میں لانا
تم کو ہرگز نہیں ہے عقل و ہوش
حرف بیہودہ تم جو بکتے ہو
لغو ہے یہ تمہاری سب بکواس
بھید اس کا تمہیں نہیں معلوم
نیک و بد زشت و خوب سے غافل
جو فریب اسکو چاہینگے دینگے
تو اٹھو آؤ میرے ساتھ چلو
ایک اونچے پہاڑ پر پہنچا
جو بڑا پارسا تھا اور عابد
رہتا تھا صبح و شام سر بسجود
کچھ بھی مطلق نہ تھا پڑھا لکھا
جھک کے تعظیم سے سلام کیا
حق نے بھیجا ہے اک پیام عجیب
آیا ہوں آسمان سے سوے زمین
پیشِ حق تو ہے بندۂ مقبول
تیرا رتبہ کیا ہے حق نے بلند
مرتبہ تیرا یوں بڑھایا ہے
تا عیاں سب پہ ہو تری عظمت
نعمتیں سب ہیں باغ جنت کی
دیر ہرگز نہ کر چل اے خوشخو

بولا عابد مجھے نہیں انکار
بولا ابلیس لاتا ہوں میں براق
پر یہ ہے حکمِ خالقِ داور
تا فرشتوں سے تو نہ ڈر جائے
ہو گیا عابد اس پہ بھی راضی
وہیں ابلیس لایا ایک گدھا
جانبِ پشت منہ گدھے کا تھا
کر کے زاہد کا آدھا منہ کالا
شہر میں آگیا قریب سحر
چوک کے متصل جو وہ پہنچا
بولا ابلیس اب میں عاجز ہوں
الغرض دیکھے خوب دم دھاگا
یہ تو اس طرح سے رہا اس جا
کہتا تھا اپنے ساتھیوں سے شقی
ہے یقین اب تو میرے کہنے کا

لے چلو ساتھ میں بھی ہوں تیار"
واسطے تیرے بھیج لے ساز و یراق
پٹی آنکھوں پہ باندھ کے کس کر
ان کے بالکل عجیب ہیں چہرے
باندھ لی کس کے آنکھوں پر پٹی
اسپ زاہد کو یوں سوار کیا
اسکی دم طرف تھا منہ اس کا
نصف شب کو وہاں سے وہ نکلا
بجنے والا تھا کوئی دم میں گجر
اتنے میں بس اُجالا ہو ہی گیا
میرے جل جائیں پر جو آگے بڑھوں
وہیں زاہد کو چھوڑ کر بھاگا
اور ابلیس اپنے گھر پہنچا
کیوں سبھی ہے اب بھی تمکو شک باقی
کیا نتیجہ ہے جہل کا دیکھا



بولے سب ہے بجا خیال حضور — ہم ہیں نادم معاف کیجئے قصور
اب سنو حال زاہد ناداں — گذری کیا سر پہ اس گدہے کے وہاں
جھٹ پٹا صبح کا تھا کچھ باقی — ابھی جاگا تھا نیند سے نہ کوئی
ہر طرف تھا سکوت کا عالم — واں کسی کا گذر نہ تھا اس دم
راستہ سے کوئی نہ چلتا تھا — چلتی تھی صرف ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا
مرغ اُدھر بولتے تھے ککڑوں کوں — اور زاہد ادہر تھا ٹٹروں ٹوں
دن نکل آیا اتنے میں بارے — چوک میں لوگ آ گئے سارے
ہوئے زاہد کو دیکھکر حیراں — طرفہ یہ دل لگی کا تھا ساماں
کہتے تھے سب یہ کیا تماشا ہے — سخت حیرت ہے ماجرا کیا ہے
بولے اے شخص کون ہے تو بتا — اور ہے کس لئے یہاں آیا
بولا حسب الطلب میں ہوں آیا — مجھکو جبرئیل ہے یہاں لایا
مجھکو خالق نے یاد فرمایا — میں نے طاعت کا یہ صلہ پایا
جب تو سمجھے یہ خاصہ ہے اُلو — مارے چانٹوں کے کر دیا اُلو
ڈٹ کے سب تالیاں بجاتے تھے — اور ہنس ہنس کے کہتے تھے ہُرے
کوئی پڑھتا تھا اسکی شکل پہ لاحول — کوئی سر پر لگاتا تھا اک دھول
اتنے تھپڑ پڑے کہ سوجے گال — پہلے کالا تھا منہ ہوا اب لال
پٹ گیا اس کے ساتھ مرکب بھی — خوب دونوں گدہوں پہ مار پڑی
پیٹھ پر ڈال برستے تھے کوڑے — یاں گلے میں تھے بیچ پگڑی کے
اسکی کھال اسکی اڑ گئی دستار — بدھی پہنی گدہے نے اسنے ہار
الغرض سب کو دل لگی سوجھی — خوب ہی گت بنائی زاہد کی
رہا باقی نہ جامہ میں بس تار — پھٹ کے دستار کے ہوئے دس تار
اور پٹک کر اسے زمین پہ گرا — اک طرف دُم دبا کے بھاگ گیا

ہوگیا جب یہ حال زاہد کا
بولا یارب یہ ہے مصیبت کیا
میں تو آیا تھا تیری دعوت میں
واہ کیا شان کبریائی ہے
بن گئی گت یہ کیسی میری آج
بولے یہ سن کے لوگ اے ناداں
تو ہے ناداں کہ زاہد دغلی
کب خدا نے تجھے بلایا ہے
ہوئی دعوت فلک پہ کب تیری
پیٹ بھر کر جو جوتیاں کھائیں
زاہد القصہ بعد رسوائی
بہ مزاحت بگفتم این گفتار
یہ نہ سمجھو فقط حکایت ہے
چاہئے علم ہم کریں حاصل
اپنی اولاد کیسا نہ ہوں غافل
شرف آدم نے علم سے پایا
ہے ابوجہل ایسے و شیطان

پھر تو گھبرا کے چیخنے وہ لگا
تیرا دربار اور یہ ظلم و جفا
پڑ گیا ہوں یہ کیسی آفت میں
بدلے کھانے کے مار کھائی ہے
میں تو سمجھا تھا ہو گئی معراج
ہوش میں آ ہے تیری عقل کہاں
حلوہ کھانے کو چاہئے منہ بھی
شاید ابلیس تجھکو لایا ہے
کیا فرشتوں کو سمجھا اور جی
اب بھی سیری تجھے ہوی کہ نہیں
جانب کوہ ہوگیا راہی
ہزل بگزار و جدا از و بردار
یہ روایت نہیں درایت ہے
دائم اس کی طرف رہیں مائل
انکو ہرگز نہ ہونے دیں جاہل
شاہد اس پہ ہے علم الاسما
گو بظاہر ہے صورت انسان

The Lame Devil ...یزی ترجمہ ۱ ر	کہدیا جہل کا جو تھا انجام لمعہ کرتا ہوں اب میں ختم کلام	[illegible]